يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن وسنت اور علما امت کی توضیحات کی روشنی میں





تالیف

فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبد الحکیم حسان

فضیلۃ الشیخ ابوسیاف اعجاز احمد تنویر

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن وسنت اور علماء کی توضیحات کی روشنی میں

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبدالحکیم حسان حفظہ اللہ

تفہیم وتعلیق:

ابو سیاف اعجاز تنویر



مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
Website: http://www.muwahideen.co.nr
Email: salafi.man@live.com

"کافروں سے دوستی کرنے والے کے کافر ہونے" کے دلائل

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کا ایک اقتباس مسئلہ :۲"موالات کیا ہے؟ میں گزر چکا ہے۔ جس میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ مومنوں سے دوستی کرنا اور مومنوں کی مدد کرنا واجب و فرض ہے۔ جبکہ کافروں سے دشمنی اور نفرت کرنا بھی واجب اور فرض ہے۔ یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ مومنوں سے دوستی اور کافروں سے دشمنی کرنا ایمان کا ایک لازمی جزء اور حصہ ہے جس کے بغیر توحید اور اللہ پر ایمان کا عقیدہ مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بات بھی واضح کی گئی کہ یہ وہ نظریہ ہے جو ایک مومن کو منافق سے ممتاز و ممیز کرتا ہے۔

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ جو کافروں سے دوستی کرتا ہے، مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد و معاونت کرتا ہے اور کافروں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال کرتا ہے وہ کافر ہے۔

اس موجودہ بحث و گفتگو میں ان شاء اللہ الرحمن اس موضوع پر قرآن مجید میں بیان کیے گئے دلائل کا ذکر کریں گے ۔ساتھ ساتھ علماء کرام اور مفسرین عظام کی اپنی اپنی کتب و تفاسیر میں ذکر کردہ مختصر تفسیر و تشریح بھی بیان کریں گے۔ اگرچہ علماء تفسیر کے تفسیری مباحث کا بہت زیادہ حصہ ان شاء اللہ اس سے اگلی بحث میں آئے گا جس کا لب لباب یہ ہے کہ:

> "جو مسلمانوں کی بجائے کافروں سے دوستی کرتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے کمر بستہ ہوتا ہے اس کا قرآن و سنت میں کیا حکم ہے؟ اگرچہ وہ شخص مجبور و بے بس ہونے کا دعویدار ہو، نیز اگر وہ واقعۃً مجبور ہے تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

اللہ کی توفیق و عنایت سے ہم اس بحث میں صرف وہ قرآنی آیات بیان کرتے ہیں جو کافروں سے دوستی رچانے والے شخص کے متعلق ہیں۔

دلیل اوّل:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللهِ الْمَصِيرُ﴾ (آل عمران: 28)

''مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ کی حمایت میں نہیں، مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو۔ اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

کفار کا دوست مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے:

مذکورۃ الصدر آیت کی تفسیر میں شَيْخُ التَّفْسِيْرِ وَالْمُفَسِّرِيْنِ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''اس آیت کریمہ کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو منع کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ کافروں کو اپنا حمایتی اور مددگار نہ بناؤ۔ وہ اس طرح کہ ان کے دین ومذہب کی بنیاد پر ان سے دوستیاں رچانے لگ جاؤ، مسلمانوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنے کے درپے ہو جاؤ اور کافروں کو مسلمانوں کے خفیہ راز اور معلومات فراہم کرنے لگ جاؤ۔ جو شخص ایسا رویہ اختیار کرے گا ﴿فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ﴾ یعنی اس طرح کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ اس سے لاتعلق ہو جائے گا۔ اس وجہ سے کہ وہ اسلام سے مرتد ہو چکا ہے اور کفر میں داخل ہو چکا ہے۔[24]



24 تفسیر الطبری: 6/313، نیز دیکھیے تفسیر القرطبی: 4/57

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو منع فرمایا ہے کہ وہ کافروں سے دوستی کریں۔ اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ مومنوں کو چھوڑ کر ان سے چھپ چھپ کر دوستانہ مراسم قائم کریں۔ بعد ازاں اس بات پر ڈانٹتے ڈپٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ﴾ یعنی جو کافروں سے دوستی کرکے اس جرم عظیم کا ارتکاب کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہو گا۔''

❁ اسی طرح سُورۃُ الْمُمْتَحِنَة کی آیت: ۱ میں بھی اللہ تعالیٰ کافروں سے دوستی کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ......﴾

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم تو دوستی کی وجہ سے ان کی طرف خفیہ پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کا انکار کرتے ہیں جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے۔''

❁ پھر اللہ تعالیٰ نے سُورۃُ الْمُمْتَحِنَة کی آیت: ۱ کے آخر میں سورۃ آل عمران کی آیت: ۲۸ کے طرز کلام سے ملتا جلتا انداز اختیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾

''تم میں سے جو بھی یہ کام کرے گا وہ یقیناراہِ راست سے بہک جائے گا''

❁ اسی طرح سورۃ النساء کی آیت: ۱۴۴ میں بھی اللہ تعالیٰ کافروں سے دوستی کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا﴾

"اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کر لو"[25]

✿ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدۃ کی آیت: ۵۱ میں کافروں سے دوستی کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

"اے ایمان والو! تم یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں ۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہیں میں سے ہے۔ بلاشبہ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہر گز ہدایت نہیں دیتا"

✿ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال کی آیت: ۷۳ میں مہاجرین، انصار اور دیہاتی مسلمانوں کی باہمی محبت و مودّت کا تذکرہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾

"سب کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اگر تم نے یہ کام (باہمی دوستی اور محبت والا) نہ کیا تو زمین (ملک) میں فتنہ برپا ہو گا اور زبردست فساد سر اٹھائے گا"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سورۂ آل عمران کی آیت: ۲۸ کی تائید میں مزید چند آیات قرآنیہ کا تذکرہ کرنے کے بعد اس آیت کے نصف آخر کے الفاظ ﴿إِلا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات اگر کوئی شخص زمین کے کسی ایسے علاقے یا ملک میں ہو جہاں کافروں کی کسی شرارت یا خباثت کا خوف پیدا ہو جائے تو ایسے حالات میں جائز ہے کہ ظاہری طور پر اور وقتی طور پر ان کے شر سے بچنے کے لیے ان سے کچھ میل ملاپ ظاہر کر دے گا لیکن اندرونِ خانہ اور دل میں ان کی طرف رغبت اور محبت نہ رکھے۔

25 یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں کافروں کی دوستی سے منع فرمایا ہے۔ اب اگر تم ان سے دوستی کروگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کو خود یہ دلیل مہیا کر رہے ہو کہ وہ تمہیں بھی سزا دے (یعنی معصیت الٰہی اور حکم عدولی کرنے کی وجہ سے)

② اسی طرح کی بات اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام کی آیت: ۱۳۰ میں ارشاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم جنوں اور انسانوں سے سوال کریں گے:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا شَهِدْنَا عَلَى أَنفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ﴾

"اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے بھول میں ڈالے رکھا اور یہ لوگ (زبان حال سے) اقرار کرنے والے ہوں گے کہ وہ کافر تھے۔"[33]

منہ سے مخالفت نہیں کردار کی شہادت اصل چیز ہے:

شیخ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اسی بناء پر فرماتے ہیں:

"اللہ رب العزت کے اس زیر تفسیر فرمان ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی کرے گا وہ ان کے گروہ میں ہی شمار ہوگا۔ ان سے دوستی کرنے والے پر بھی وہی حکم اور قانون جو ان یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے ہوگا۔ باوجود اس کے کہ وہ زبانی دعوے کرتا رہے کہ میں تو ان یہودیوں اور عیسائیوں کا مخالف ہوں۔ اس لیے کہ ظاہری حالات وواقعات اور عمل و کردار کی شہادت ان کافروں کے ساتھ پوری پوری موافقت کی واضح دلیل ہے۔[34]

کفار سے محبت بوجہ خوف:

"قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ (وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ) فَيُوَافِقُهُمْ وَ يُعِينُهُمْ (فَإِنَّه، مِنْهُمْ) وَ قَالَ أَيْضًا فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ: وَالْمُفَسِّرُوْنَ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى أَنَّهَا نَزَلَتْ بِسَبَبِ قَوْمٍ مِمَّنْ كَانَ يُظْهِرُ الْإِسْلَامَ وَ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ خَافَ أَنْ يَغْلِبَ أَهْلُ

---

33 مذکورہ بالا دونوں آیات سے یہ بات کھل کر اور نکھر کر سامنے آگئی کہ "زبانِ مقال" کی گواہی کی طرح "زبانِ حال" کی گواہی بھی ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا دونوں آیات میں یہ گواہی زبانِ حال سے تھی نہ کہ زبانِ مقال سے۔

34 محاسن التاویل للقاسمی: 6/240

الإسْلَامِ فَيُوَالِي الْكُفَّارَ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى وَغَيْرِهِمْ لِلْخَوفِ الَّذِيْ فِيْ قُلُوْبِهِمْ لَا لِاعْتِقَادِهِمْ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاذِبٌ وَأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى صَادِقُوْنَ" [35]

"اللہ تعالیٰ کے زیر تفسیر فرمان (وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ) کا معنی ہے کہ "فَيُوَافِقُهُمْ وَيُعِينُهُم" یعنی جو یہودیوں اور عیسائیوں کی موافقت کرتا ہے اور ان کی مدد اور تعاون کرتا ہے تو (فَإِنَّهُ مِنْهُمْ) وہ ان میں سے ہی شمار ہو گا۔"(امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:)تمام مفسرین کرام اس بات پر متفق ومتحد ہیں کہ مذکورہ بالا آیت کا شانِ نزول ایک ایسی قوم کے افراد سے متعلق ہے جو بظاہر اسلام کا دعویٰ اور اظہار کرتے تھے مگر ان کے دلوں میں یہ خوف جاگزیں تھا کہ اگر بالفرض اہل اسلام کافروں کے ہاتھوں شکست کھا گئے تو پھر ہمارا کیا بنے گا،ہم کدھر جائیں گے۔بس اس خوف سے ہی وہ کلمہ پڑھنے کے باجود یہودیوں،عیسائیوں اور دیگر کافروں کے ساتھ بنا رکھتے تھے۔ان کے دوستانہ تعلقات کی بنیاد فقط وہ خوف تھا جو ان کے دل ودماغ پر بُری طرح سوار تھا۔کافروں سے دوستیاں کرنے والے اور ان سے بنا کر رکھنے والوں کے دلوں میں یہ اعتقاد و نظریہ بالکل نہ تھا کہ (نعوذ باللہ من ذلک) محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے پیغمبر ہیں اور یہود ونصاریٰ سچے ہیں۔"

کفار کا دوست انہی کی سوسائٹی کا ایک فرد ہے:

مشہور مفسر قرآن امام قرطبی رحمہ اللہ سورۃ المائدۃ کی آیت: ۵۱ کی تفسیر کرے ہوئے فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ﴾ کا مطلب ہے کہ يُعَضِّدُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ۔ یعنی جو شخص بھی مسلمانوں کے خلاف کافروں کو قوت ،طاقت اور ہر طرح کی (لاجسٹک)سپورٹ فراہم کرتا ہے تو ﴿فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ وہ انہی میں سے کاؤنٹ (Count) کیا جائے گا۔ گویا اللہ رب العزت نے بڑی وضاحت سے فرمادیا ہے کہ اس کے ساتھ وہی رویہ برتا جائے گا جو ان یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ برتا جائے گا۔ وہ شخص کسی مسلمان کے مال میں وراثت کا حقدار بھی نہیں ٹھہرے گا نہ اس کے مرنے کے بعد اس کا مال مسلمان وارثوں میں تقسیم ہو گا۔اس لیے کہ وہ مرتد ہو چکا ہے یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ حکم یا قیامِ قیامت جاری وساری ہے۔"

[35] مجموع الفتاوی:7/193-194

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"فرمان الٰہی ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ یں شرط بھی ہے اور جواب شرط بھی ہے۔ یعنی اس فرمان ذیشان کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، اسی طرح اس نام نہاد کلمہ گو مسلمان نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے، جس طرح دنیا میں ان یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ دشمنی رکھنا واجب اور فرض ہے۔ اسی طرح اس کلمہ گو مسلمان سے بھی دشمنی رکھنا واجب اور فرض ہے جس طرح آخرت میں وہ یہودی اور عیسائی (یہودیت اور عیسائیت پر مرنے کی صورت میں) لازمی طور پر جہنم کی آگ کے مستحق قرار پائیں گے بالکل اسی طرح یہ کلمہ گو نام نہاد مسلمان بھی جہنم کی آگ کا مستحق قرار پائے گا۔ الغرض وہ اب ان یہودیوں اور عیسائیوں کی سوسائٹی کا ایک فرد بن چکا ہے۔"[36]

اللہ نے دونوں کو ایک ہی پلڑے میں ڈال دیا:

فضیلۃ الشیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نَهٰى سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَنِ اتِّخَاذِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى أَوْلِيَاءَ، وَاَخْبَرَ أَنَّ مَنْ تَوَلَّاهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَهُوَ مِنْهُمْ.. وَهٰكَذَا حُكْمُ مَنْ تَوَلَّى الْكُفَّارَ مِنَ الْمَجُوْسِ وَعُبَّادِ الْأَوْثَانِ فَهُوَ مِنْهُمْ ..... اِلٰى قَوْلِهٖ رحمه الله: "وَلَمْ يُفَرِّقْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بَيْنَ الْخَائِفِ وَغَيْرِهٖ بَلْ أَخْبَرَ تَعَالٰى أَنَّ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ خَوْفَ الدَّوَائِرِ، وَهٰكَذَا هٰؤُلَاءِ الْمُرْتَدِّيْنَ"[37]

"اللہ رب العزت نے یہود ونصاریٰ کو دوست بنانے سے منع فرمایا ہے اور خبر دار کیا ہے کہ مسلمانو! یاد رکھو جو تم میں سے ان کو دوست اور حمایتی بنائے گا پھر وہ ان ہی میں شمار ہو گا، وہی معاملہ اس شخص کا بھی ہو گا اور جو یہود ونصاریٰ کے علاوہ کسی آگ پوجنے والے (زرتشت) کو دوست بنائے گا یا کسی بتوں کے پجاری (ہندومت یا بدھ مت) کو دوست بنائے گا تو وہ ان مذہب والوں میں ہی شمار ہو گا۔"

---

36 تفسیر القرطبی: 6/217

37 الرسالة الحادية عشرة من مجموعة التوحيد: 338

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک پلڑے میں ڈالتے ہوئے یہ فرق بھی بیان نہیں کیا کہ اگر بالفرض کوئی شخص ان کافروں سے کوئی خطرہ اور محسوس کرتا ہو تو پھر ان سے دوستی کرنا جائز اور درست ہے۔ بلکہ واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خوف وخطرہ محسوس کرنے کے معاملے کو ان کے دلوں کی بیماری کہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ المائدۃ کی آیت: ۵۲ میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ کافروں کے کسی نہ کسی شر کے خوف اور گردش زمانہ کے ڈر سے ان کے ساتھ دوستیاں کرتے ہیں۔ اگر یہ غور کرلیا جائے تو آج کے دور کے مرتدین اور منافقین کا بھی بالکل یہی حال اور یہی معاملہ ہے۔"

فسق وفجور سے کفر وارتداد کی طرف:

سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر: ۵۲ اور اس ضمن میں بیان کردہ علمائے تفسیر کی توضیحات وتشریحات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو شخص کافروں سے دوستی کرتا ہے، مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرتا ہے یا مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں کافروں کا ساتھ دیتا ہے وہ کافر ومرتد ہے۔ اس سے بڑھ کر جو شخص باقاعدہ کافروں کے لشکروں اور فوجوں کا پارٹنر (partner) بنتا ہے، وہ فوجی قافلے اور لشکر جو اللہ کے دین کے ساتھ جنگ کرنے کے درپے ہیں اور اس دینِ اسلام سے اللہ کے بندوں کو روکنے کے ناپاک عزائم رکھتے ہیں۔ جن کی کاروائیوں میں حصہ لینے سے وہ کافروں کے کاغذوں اور فائلوں میں بڑے مفادات اور عالی شان پروٹوکولز بھی وصول کرتے ہیں۔ مجاہدین اسلام اور خالص العقیدہ مومنوں کے خلاف فوجی آپریشنوں کے عوض انعامات واعزازات بھی دیے جاتے ہیں۔ جو شخص بھی ان کافروں کا حامی ومددگار بنے گا۔ خواہ اس کی خاطر کتنی ہی مشقتیں اور تکلیفیں بھی اٹھائے۔ جہاد اور مجاہدین کے (بظاہر دہشت گردی کے) خلاف عالمی جنگ میں وہ اپنی زندگی کی تمام بہاریں ضائع کردے۔ وہ ان مشقتوں کو برداشت کرنے اور عمریں کھپانے کے باوجود اللہ رب العزت کے ہاں کافر ہی شمار ہوگا۔ ہر چند کہ وہ نمازیں پڑھے۔ روزے بھی رکھے اور یہ دعویٰ بھی کرے کہ میں مسلم ہوں۔ بھلا وہ کون سی چیز ہے جو ان منافقین ومرتدین کو کافروں سے دوستی پر، ان کافروں کی بے لوث اطاعت پر، مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کافروں کا ساتھ دینے پر اور اللہ کے دین کے مجاہدوں اور غازیوں کے دشمنی پر برانگیختہ کرتی ہے۔ وہ چیز یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کرنے سے پہلے بھی وہ فسق وفجور والی زندگی گزار رہے تھے اور اللہ

پر، نبی ﷺ پر اور جو نبی ﷺ کی طرف نازل کیا گیا ہے، اس پر ایمان ہوتا تو یہ کفار سے دوستیاں نہ کرتے ۔لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔" اس جملہ شرطیہ سے معلوم ہوا کہ اگر ان کے اندر واقعتاً ایمان کی کوئی رمق باقی ہوتی تو یہ کافروں کو اپنا دوست کیوں بناتے ؟یعنی ایمان اور کافروں سے دوستی ایک دوسرے کی ضد اور الٹ ہیں۔اور دو متضاد چیزیں (یعنی ایک دوسرے کی بالکل الٹ چیزیں) اکٹھی ہو نہیں سکتیں۔"

لہٰذا یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دولتِ ایمان اور کافروں سے دوستی ایک دل میں اکٹھی ہو سکتی ہی نہیں۔اگر دل میں دولت ایمان ہو گی تو کافروں سے دوستی نہیں ہو گی۔اگر کافروں سے دوستی ہو گی تو دل میں دولت ایمان نہیں ہو گی۔لہٰذا جو شخص کافروں کو دوست بنائے گا وہ ایمان کے لازمی تقاضوں کو کبھی پورا نہیں کر سکے گا جو اللہ پر، نبی ﷺ اور نبی پر نازل ہونے والی وحی یعنی قرآن وحدیث پر ایمان لانے کے بعد ایک بندۂ مسلم پر لاگو ہوتے ہیں۔

مرتدین ارتداد سے پہلے بھی فاسق وفاجر ہوتے ہیں:

فضیلۃ الشیخ سلیمان بن عبد اللہ (آل شیخ رحمہ اللہ) مذکورہ آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"ذَكَرَ سُبْحَانَهُ أَنَّ مَوَالَاةَ الْكُفَّارِ مُنَافِيَةٌ لِلْإِيمَانِ بِاللهِ وَ النَّبِيِّ ﷺ وَ مَا أُنْزِلَ اِلَيْهِ ثُمَّ أَخْبَرَ أَنَّ سَبَبَ ذٰلِكَ كَوْنُ كَثِيْرٍ مِنْهُمْ فَاسِقِيْنَ ، وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ مَنْ خَافَ الدَّوَائِرَ ، وَ هٰكَذَا حَالُ كَثِيْرٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ الْمُرْتَدِّيْنَ قَبْلَ رِدَّتِهِمْ - كَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ فَجَرَّهُمْ ذٰلِكَ اِلٰى مُوَالَاةِ الْكُفَّارِ وَ الرِّدَّةِ عَنِ الْاِسْلَامِ (نعوذُ باللہ من ذلك) [39]

"زیر تفسیر آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ اگر کافروں سے دوستی ہے تو پھر اس دوستی کرنے والے کا نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے، نہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان ہے اور نہ ہی نبی ﷺ پر نازل ہونے والی کلام اور وحی (یعنی قرآن وحدیث) پر ایمان ہے۔پھر آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس دوستی کا سبب بیان فرمایا ہے کہ دوستی سے پہلے ان نام نہاد مسلمانوں کی زندگیوں کا انداز یہ تھا کہ وہ پہلے ہی فاسق وفاجر اور اللہ ورسول ﷺ کے باغیوں والی زندگیاں گزار رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے کافروں سے دوستی کرنے والوں کو بے ایمان اور کافر کہتے ہوئے یہ بھی فرق بیان نہیں کیا کہ ہاں اگر ان کافروں کے حملے کا کوئی خوف یا حالات کی

39 مجموعة التوحيد: 51,50

نزاکت کا کوئی تقاضا ہو تو پھر کافروں سے دوستی جائز ومباح ہے۔اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ہمارے اس دور کے مرتدین کی بھی مرتد ہونے سے پہلے یہی حالت تھی کہ وہ فاسق وفاجر اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں والی زندگیاں بسر کررہے تھے۔یہ طرز زندگی ان کو آہستہ آہستہ ،دھیرے دھیرے ،سمجھے سمجھے کافروں سے دوستی اور اسلام سے ارتداد کی انتہائی قبیح منزل کی طرف لے گیا۔"

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"اِنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمُ أَنْ يَّعْلَمَ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِ عَدَوَاةَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَدَمَ مُوَالَاتِهِمْ وَ أَخْبَرَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ شُرُوْطِ الْاِيْمَانِ۔ وَنَفَى الْاِيْمَانَ عَنْ مَنْ يُّوَادُّ مَنْ حَادَّ اللهَ وَرَسُوْلَه، وَلَوْكَانَ أَقْرَبَ قَرِيْبٍ فِي النَّسَبِ [40]

"ہر بندۂ مسلم پر واجب اور لازم ہے کہ وہ اس بات کو جان لے کہ اللہ رب العالمین نے مشرکوں سے دشمنی اور بائیکاٹ کو فرض قرار دیا ہے۔یہ بات بھی بیان کردی ہے کہ کافروں اور مشرکوں سے دشمنی رکھنا اور دوستانہ تعلقات نہ رکھنا ایمان کی لازمی شرائط میں سے ایک بہت ہی اہم شرط ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس شخص کے ایمان کی نفی کی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے والے سے محبت قائم کرتا ہے اور یہ دشمنی کرنے والا خواہ کوئی بڑا ہی قریبی رشتہ دار اور عزیز ہی کیوں نہ ہو۔"[41]

دلیل چہارم:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

40 مجموعة التوحيد:51,50

41 "معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں اور ان سے دشمنی والے تعلقات پیدا نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کی کماحقہ عبادت نہیں کرتے اور وہ عبادت کے معاملے میں اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔اس لیے کہ اگر وہ واقعتا اللہ تعالیٰ کی کماحقہ عبادت کرتے ہوتے تو اپنی پسندیدگی، محبت اور تعاون کی یقین دہانیاں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور دین اسلام کے دشمنوں کو ہرگز نہ کراتے ۔وہ اللہ کے دشمن اور دین اسلام کے دشمن خواہ کافر ہوں، خواہ مشرک ہوں یا اسلام سے پھر جانے والے مرتد ہوں۔جب کوئی کلمہ شریف پڑھنے والا کافروں کے ہر مطالبہ اور ڈیمانڈ کے سامنے خود کو سرنڈر کرتا جائے۔ان سے اظہار محبت کرتا رہے، کفر پر ان سے مکمل آہنگی پیدا کرتا جائے۔اپنے مال اسلحہ اور رائے کے ساتھ وہ ان کافروں سے تعاون کرے۔کفر کی بنیاد پر ہی وہ ان کافروں کے تمام تحفظات واقدامات کی تائید کرتا رہے۔مسلمانوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو منقطع کرلے، یا پھر کافروں کے ساتھ اس کے تعلقات اور مراسم انتہائی گہرے اور پختہ ہوں۔اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے ساتھ اس کے تعلق ومراسم واجبی سے اور سطحی سے ہوں خوب سمجھ لینا چاہیے جس شخص کا مذکورہ بالا کردار وعمل ہو وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کے مفہوم سے نکل گیا اور دین اسلام سے مرتد ہو چکا ہے۔اس کا معاملہ عین کفر والا ہے۔اس لیے کہ نظریہ وعمل، قول وکردار، حکم وفعل کے اعتبار سے وہ مشرکوں میں سے ہو چکا ہے۔گویا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کے تقاضوں کو ہرگز پورا نہیں کیا، کلمہ توحید جس چیز کی نفی کرتا ہے اس کی نفی کرنی اور جس چیز کو ثابت کرتا ہے اس کو ثابت کرنا چاہیے تھا۔جب اس شخص کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔اس نے اس چیز کو عملاً ثابت کیا جس کی کلمہ توحید "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" نے نفی کی تھی اور اس چیز کی عملاً نفی کی جس چیز کو کلمہ توحید نے ثابت کیا تھا۔لہٰذا ایسا شخص اپنی زبان سے چاہے دسیوں مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا اقرار کرتا ہے اس کے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔اس لیے کہ سچی بات اور اقرار وہ ہوتا ہے کہ عمل وکردار اس کی تائید وحمایت کرے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ﴾(آل عمران:100)

"اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں مرتد اور کافر بنادیں گے۔"

"تم اقرار کے باجود کافر ہو جاؤ گے"

شَیْخُ المُفَسِّرِیْن ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح یہ ہے کہ:

"اے وہ لوگو! جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچے دل سے کلمہ پڑھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اللہ کی طرف سے جو شریعت لے کے آئے، اس کا سچے دل سے اقرار کیا، اگر تم اہل تورات اور اہل انجیل کی کسی ایسی جماعت کی اطاعت وپیروی کرنے لگ جاؤ جو خود کو کتاب (الٰہی) کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تم اگر ان کی ہر اس معاملے میں پیروی کرتے جاؤ جو وہ تم سے کہتے جائیں تو لازماً وہ تم کو گمراہ کردیں گے اور تم کو اسلام سے پھیر کر مرتد بنادیں گے۔ تم اپنے رب کی طرف سے لانے والے اور مبعوث کیے جانے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے باوجود اور اپنے پروردگار کی طرف سے آئی ہوئی شریعت کا اقرار کرنے کے باوجود کافر ہو جاؤ گے۔[42]

دلیل پنجم:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ﴾(آل عمران:149)

"اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں ایڑیوں کے بل پلٹادیں گے، یعنی تمہیں عنقریب مرتد بنادیں گے تم پھر نامراد ہو جاؤ گے"

42 تفسیرالطبری:7/60، تفسیرالقرطبی:4/155، تفسیرابی سعود: 2/63

دلیل ششم:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا﴾ (النساء:144)

"اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کرلو"

مومنوں کو چھوڑ کر ملت کفر کو تقویت نہ دو:

مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کو ممانعت کی جارہی ہے کہ وہ اپنے اندر منافقین کے اوصاف واخلاق پیدا نہ کریں۔ کیونکہ منافق مومنوں کی بجائے کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ پھر منافق بھی اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دوستیاں رچانے کی بنیاد پر ان کافروں کی طرح ہی ہو جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: "اے ایمان لانے والو! کافروں سے دوستی نہ کرو، مومنوں کو چھوڑ کر ان کافروں کو مضبوط نہ بناؤ۔ اگر کوئی کلمہ پڑھنے والا مسلمان بھی یہ کرتوت اور حرکت کرے گا تو منافقوں کی طرح اس پر بھی جہنم کی آگ واجب ہو گی۔"

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ ڈانٹتے ڈپٹتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "ایمان والوں میں سے جو شخص بھی کافروں کو اپنا دوست بنائے گا، مومنوں کو نظر انداز کرے گا، اگر کافروں کے ساتھ گہری محبت پیدا کرنے سے باز بھی نہیں آتا تو یہ واقعتا اور حقیقتاً منافقین میں

44 چونکہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ پہلے پہل کفر کی زندگی میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کفر کے اس بہت بڑے امام، پیشوا اور لیڈر کو اسلام کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمادی۔ الحمد للہ پھر اللہ نے ان کے ہاتھوں دین کے غلبہ میں بہت زیادہ کام بھی لیا۔ مذکورہ بیان ان کی حالتِ کفر کے پیش نظر اور کافروں کے بہت بڑے لیڈر ہونے کے حوالہ سے دیا جارہا ہے کہ "اگر تم ابوسفیان کی پیروی کروگے تو وہ تم کو بھی کافر بنادے گا۔"

سے ہی جاملتا ہے۔ وہ منافقین جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادے۔[45]

کفار سے دوستی منافقت کی واضح دلیل ہے:

مشہور مفسر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ رب العزت نے منافقوں کا حال بیان کرنے کے بعد سچے ایمان والوں کو کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے کہ کافروں سے دوستی کرنا منافقوں کا وطیرہ اور ان کے دین کا حصہ ہے۔ لہٰذا اے مسلمانو! تم ان کی مشابہت سے بچ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا﴾ کا معنی ہے کہ عذاب کے اندر مبتلا کرنے کے لیے واضح دلیل اپنے خلاف اللہ تعالیٰ کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا﴾ کی ایک تفسیر و تشریح یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ: "کیا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے منافق ہونے کی واضح دلیل مہیا کرنا چاہتے ہو" اس لئے کہ کافروں سے دوستی رچانا منافقت کی واضح ترین دلائل میں سے ہے۔[46]

دلیل ہفتم:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (التوبۃ:23)

"اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گنہگار (ظالم) ہو گا"

---

45 تفسیر الطبری: 36/29

46 ملاحظہ ہو روح المعانی للآلوسی: 77/15، فتح القدیر للشوکانی: 529/1، تفسیر ابی سعود: 246/2

مذکورہ بالا آیت کے بارے میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر:

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"اس آیت کا ظاہری حکم اور معنی تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں تمام مومنوں کو مخاطب کیا گیا ہے اس آیت کا حکم قیامت تک کے لیے باقی ہے (یعنی منسوخ نہیں ہوا) قیامت تک کے لیے یہ حکم ہے کہ مومنوں اور کافروں کے درمیان محبت و دوستی ہر گز جائز نہیں ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں:

"قرآن مجید کی مذکورہ آیت کے آخری حصہ ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ کے بارے میں مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے:

هُوَ مُشْرِكٌ مِثْلُهُمْ، لِأَنَّ مَنْ رَضِيَ بِالشِّرْكِ فَهُوَ مُشْرِكٌ[47]

"جو کسی کافر و مشرک سے دوستی کرے گا وہ ان کی طرح کا ہی مشرک ہو گا، اس لیے کہ جو شرک کو پسند کرتا ہے وہ بھی مشرک ہوتا ہے۔"

دلیل ثانی میں جو بات گزری تھی کہ بعض لوگوں نے غلطی کی بناء پر یہ سمجھا ہے کہ "کوئی نام نہاد مسلمان اس وقت کافر ہو گا جب وہ دل سے کافروں کے دین و مذہب کو پسند کرنے لگ جائے اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے خلاف کسی کافر کی مدد و معاونت کرتا ہے اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑائی کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔ جب تک دل سے اس کافر کے دین کو پسند نہ کرے؟۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے پیش کردہ اس کلام اور گفتگو کی مزید کچھ وضاحت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیش کردہ سابقہ کلام سے بھی ہو رہی ہے۔ اس لیے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سمجھنا مبنی بر خطا ہے کہ کافروں سے دوستی کرنے والے کسی شخص کو کافر قرار دینے کے لیے "رضائے قلبی"(دلی خوشنودی) کی شرط عائد کی جائے۔ بلکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا قول سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے موقف کے مطابق بھی مسئلہ یوں ہی ہے کہ جو کسی کافر کے

47 تفسیر القرطبی: 8/93-94، تفسیر فتح القدیر للشوکانی: 1/529، تفسیر أبی سعود: 2/246

ساتھ دوستانہ مراسم قائم کرے گا تو وہ اسی کی طرح کافر ہوا۔ کسی کافر سے دوستی کے ظاہری مراسم ہی اس کے دل کے اندر کی رضا ورغبت کی دلیل سمجھے جائیں گے۔"

اقربا کی رضا کو بھی اللہ کی خوشنودی پر ترجیح دینا ناجائز ہے:

فضیلۃ الشیخ سلیمان بن عبد اللہ (آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ) مذکورہ بالا آیت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"فَفِي هٰذِهِ الْآيَةِ الْبَيَانُ الْوَاضِحُ أَنَّهُ لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ فِي الْمُوَافَقَةِ عَلَى الْكُفْرِ خَوْفًا عَلَى الْأَمْوَالِ وَالْآبَاءِ وَالْأَبْنَاءِ وَ الْأَزْوَاجِ۔ مِمَّا يَعْتَذِرُ بِهِ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ إِذَا لَمْ يُرَخِّصْ لِأَحَدٍ فِي مُوَدَّتِهِمْ وَ اتِّخَاذِهِمْ أَوْلِيَاءَ خَوْفًا مِنْهُمْ وَإِيْثَارًا لِمَرْضَاتِهِمْ ، فَكَيْفَ بِمَنِ اتَّخَذَ الْأَبَاعِدَ أَوْلِيَاءَ وَ أَصْحَابَ وَأَظْهَرَ لَهُمُ الْمُوَافِقَةَ عَلٰى دِيْنِهِمْ خَوْفًا عَلٰى بَعْضِ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ وَ مَحَبَّةٍ لَهَا ، وَمِنَ الْعَجَبِ اِسْتِحْسَانُهُمْ لِذٰلِكَ وَاسْتِحْلَالُهُمْ لَهُ فَجَمَعُوْا مَعَ الرِّدَّةِ اسْتِحْلَالَ الْمُحَرَّمِ"[48]

"اس آیت کریمہ میں اس بات کا واضح بیان موجود ہے کہ کسی بھی فرد و بشر کے لیے جائز ومباح نہیں ہے کہ وہ کافروں کی موافقت اور مطابقت اختیار کرے۔ کسی شخص کو اگرچہ اپنے مال ودولت، آباء اجداد اور اہل وعیال کے ضائع ہونے اور بچھڑ جانے کا اندیشہ بھی دامن گیر ہو تو پھر بھی کافروں کی ہاں میں ہاں ملانا جائز نہیں۔ باوجود اس حقیقت کے کہ ان معاملات میں انسانوں کی اکثریت بے بس اور معذور ہو جاتی ہے۔ جب اللہ رب العزت نے ان جیسے قریبی رشتہ داروں سے ان کے کافر ہونے کی صورت میں محبت ودوستی کرنے کی رخصت واجازت مرحمت نہیں فرمائی۔ اپنے ان کا کافر قریبی اور نسبی اعزہ واقارب کی خوشنودی اور رضاء کو اللہ کی رضاء اور خوشنودی پر فوقیت دینے کی اجازت نہیں دی۔ تو دور دور کے تعلقات اور مراسم والوں کو دوست اور ساتھی بنانے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ دور دور کے رشتہ داروں اور تعلق داروں میں سے بعض کے کھو جانے اور بچھڑ جانے کے خوف کی وجہ سے ان کے کفریہ عقائد ونظریات کے ساتھ موافقت اور محبت کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ انتہائی تعجب انگیز اور حیران کن معاملہ ان لوگوں کا ہے جو ان کافروں کے پروگراموں، کاروائیوں، ایجنڈوں کے لیے جائز اور حلال ہونے کی سند بھی عطا کر دیتے ہیں۔ اس طرح گویا دہرے جرم کا ارتکاب کر

48 الرسالة الحادية عشرة من مجموعة التوحيد:٣٥٢